سید یونس بخاری

# ربوہ وقادیاں خاک میں رُل گئے

ذیل کی نظم تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء - ۱۹۷۴ء کی مظلوم داستان ہے۔ اس میں مسلم لیگ کے عہدِ چنگیزی کے اُن ظالم کرداروں کی نشان دہی بھی کی گئی ہے جنہوں نے عاشقانِ ختمِ نبوت کے سینے گولیوں سے چھلنی کیے۔ (ادارہ)

(۱)

میرے اس دیس میں ملک اخیار میں
رشکِ جنت آسماں، پر سکوں وقت تھا
لوگ سرمست تھے اپنے احوال میں
تلخیوں کا نہ تھا دخل اس چال میں
جانے پھر کیا ہوا ایسے ماحول کو ! !
ایک مجہول فطرت نظر کھا گئی
دفعتہً باد صر صر کا طوفاں اٹھا
قادیاں کی نبوت کا چرچا ہوا
اک گھٹن چاروں جانب تھی پھیلی ہوئی
کہنے سننے کی ہرگز اجازت نہ تھی

(۲)

ایسے میں ایک نعرہ لگا دور سے
جس کی شیرینی سے لوگ مسحور تھے
سن کے اللہ اکبر کی خوش کن صدا
جامِ عشقِ رسالت چھلکنے لگا
پاسبانانِ ناموسِ ختم الرسل
مومنوں کی طرح سے تھے جو خوش عمل
سربکف ہو گئے ، صف بہ صف آ گئے
نامِ سرکار دیں ہر طرف چھا گئے

(۳)

پھر تو ناظم (۱) کی مکاریاں بھی سہیں
دولتانے(۲) کی عیاریاں بھی سہیں
پھر تو اپنوں کی غداریاں بھی سہیں
اور غیروں کی پرکاریاں بھی سہیں
پھر تو اعظم(۳) کی خونخواریاں بھی سہیں
دشمنوں کی طرحداریاں بھی سہیں
پھر بھی جذب و جنوں میں کمی نہ ہوئی
عشق کے مجرموں میں کمی نہ ہوئی
کتنے راوی کی لہروں میں ڈالے گئے(۴)
کتنے توپوں سے باندھے اچھالے گئے
کتنی ماؤں کی آنکھوں کے تارے گئے
جرمِ عشقِ رسالت میں مارے گئے

(۴)

خوف زدگی کا عالم تھا طاری یہاں
آسماں چاند تاروں سے عاری یہاں

(۱) خواجہ ناظم الدین (سابق وزیر اعظم) (۲) ممتاز دولتانہ (سابق وزیر اعلیٰ پنجاب)
(۳) ملعون جنرل اعظم خان (قاتل اعظم شہداء ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء) (۴) شہداء ختمِ نبوت کی لاشوں کو جلا کر راوی میں بہایا گیا۔

پھر زمانے کے حالات بدلے گئے
پھر سبھوں کے خیالات بدلے گئے
پھر سے ختمِ نبوت کا نعرہ لگا
اک طلوعِ سحر کی ہوئی ابتدا
پھر گئی ظلمتوں کا دیا بجھ گیا
عظمت مصطفےٰ کا گجر بج اٹھا
پھر وہ منحوس گھمبیر شب مٹ گئی
قادیانی نُبوت بری پٹ گئی
آخرش سرنگوں ہو گیا ظلم و جور
ہو گیا ختم مرزائیت کا بھی زور

(۵)

پھر زمانے میں ابھرا نیارا یہ دن
اک انوکھا سا دن پیارا پیارا یہ دن
جاں و دل اس پہ قربان کہ ہر دم یہ ہے
ایک خوش کن سحر کا نظارا یہ دن
اے شہیدانِ ختم نبوت سلام
تم نے اپنے لہو سے نکھارا یہ دن
ہاں تمہارے تصرف سے فرحت ملی
ایک جھوٹی نبوت سے فرصت ملی
اب غلامی کے داغِ سیہ دھل گئے
ربوہ و قادیاں خاک میں رُل گئے

دفتر احرار، لاہور (۷۔ ستمبر ۱۹۹۹ء)

بقیہ از ص 36

اور بقول شاعر:

اغیار سے ڈھونڈتے پھرتے ہیں مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلا دیئے سائے ہم نے

ملت مسلمہ کی حقیقی وراثت خلافت کا طرز حکمرانی تھا۔ خلافت راشدہ اس کی درخشندہ مثال ہے۔ اس نظام کے لئے مرتب و مدون دستور و آئین قرآن و حدیث اور فقہ و اجماع کی صورت میں موجود ہے، محفوظ ہے اور زمانے کے بدلتے تقاضوں سے ہم آہنگ رکھنے کے لئے اجتہاد کے دروازے کھلے ہیں کہ دین جامد نہیں ہے، راہبانہ نہیں ہے۔

خلافت راشدہ نے ثابت کر دیا کہ اسلام میں جمہوریت نہیں ہے۔ حکمران کس قدر اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے اور کس قدر عوام کی کھلی کچہری میں، محاسبہ ہو تو ردِ عمل کیسا ہوتا ہے، تیور کیسے ہوتے ہیں حکومتی اخراجات میں امانتداری کا معیار کیا ہے، اسراف سے بچاؤ کی حدیں کہاں سے کہاں تک ہیں۔

خلافت کا طرز حکمرانی کل بھی بنی نوع انسان کے تحفظ، خوشحالی اور سکھ چین کی زندگی کا ضامن تھا۔ آج بھی اسی میں ہر نظام کے مقابلے میں، ضمانت موجود ہے اور پورے یقین اور اعتماد سے کہا جا سکتا ہے کہ کل بھی ضمانت مل سکتی ہے تو اسی نظام میں۔